

شکیب : صبر -

شرح : اے محبوب ! تو میرے حوصلے اور استقلال کی آزمائش کر رہا ہے۔ ذرا یہ تو سوچ، میں نے ہمت اور ثبات قدمی کا دعویٰ کب کیا؟ اگر میں ایسا دعویٰ کرتا تو واقعی امتحان لینا بالکل بجا ہوتا۔ بھلا عاشق کے دل کو صبر و سکون سے کیا واسطہ؟

اس مقام میں شیخ سعدیؒ کا شعر نہایت دلاویز ہے :

دلے کہ عاشق و صابر بود، مگر سنگ است
ز عشق تا بہ صبوری ہزار فرسنگ است

یعنی جس دل میں عشق ہو اور وہ صبر سے کام لینے کا بھی دعویٰ کرے تو سمجھ لینا چاہیے کہ وہ دل نہیں، پتھر کا ٹکڑا ہے۔ عشق اور صبر کے درمیان ہزاروں میل کی مسافت ہے، یعنی وہ ایک دوسرے سے اتنے دور ہیں کہ اکٹھے ہو ہی نہیں سکتے۔

۱۲۔ شرح : اے قاتل ! یعنی محبوب ! تو ایسا وعدہ کیوں کرتا ہے، جو صبر کو آزمائش میں ڈال دیتا ہے۔ یعنی قدم قدم پر صبر کا امتحان ہوتا ہے۔ اے کافرا ! یعنی محبوب ! وہ فتنہ کیوں برپا کرتا ہے، جو ہماری قوت و طاقت ہی چھین لے جانے والا ہے۔

۱۳۔ شرح : اے غالب ! محبوب کی ہر بات میرے لیے بلا ہے جاں ہے، یعنی سخت اضطراب و پریشانی کا باعث ہے، گویا جان لیوا ہے۔ خواہ اس کی باتیں (تحریری یا زبانی) ہوں یا اشارے کنایے ہوں یا ادائیہں ہوں۔



۱۔ لغات - درخور : درخور فقر و غضب جب کوئی ہم سانس نہ ہو

لائق - قابل - شایاں - بھر غلط کیا ہے کہ ہم سا کوئی پیدا نہ ہو